بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شُروع اَللّٰہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سیّد سلیمان ندوی

پیدائش: ۱۸۸۴ء

وفات: ۱۹۵۳ء

تصانیف: تاریخِ ارض القرآن، حیاتِ شبلی، مقالاتِ سلیمان، خطباتِ مدراس

سیرتِ محمدیؐ کی جامعیت

حاصلاتِ تعلّم: اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ: ۱- کسی متن کو سن کر اپنی جماعت کے مطابق تفصیلی جواب دے سکیں۔ ۲- پیشہ ورانہ ضرورتوں کی تحریریں پڑھ سکیں۔ ۳- مباحثوں، مذاکروں، سیمیناروں میں حصہ لے سکیں اور کسی موضوع کے حق یا مخالفت میں دلائل دے سکیں اور آدابِ تقریر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی رائے پیش کر سکیں۔

خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کے لیے ہر مذہب نے ایک ہی تدبیر بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مذہب کے شارع اور طریقے کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں، ان پر عمل کیا جائے۔ لیکن اسلام نے اس سے بہتر تدبیر اختیار کی ہے۔ اس نے اپنے پیغمبر کا عملی مجسمہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے اور اس عملی مجسمے کی پیروی اور اتّباع کو خدا کی محبّت کے اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کا ذریعہ بنایا ہے۔ چناں چہ اسلام میں دو چیزیں ہیں: کتاب اور سُنَّت۔ کتاب سے مقصود خدا کے احکام ہیں جو قرآن مجید کے ذریعے سے ہم تک پہنچے ہیں اور سُنَّت جس کے لُغوی معنی "راستہ" کے ہیں، وہ راستہ جس پر پیغمبرِ اسلام خدا کے احکام پر عمل کرتے ہوئے گزرے۔ یعنی آپؐ کا عملی نمونہ، جس کی تصویر احادیث میں بہ صورتِ الفاظ ہے۔ الغرض ایک مسلمان کی کام یابی اور تکمیلِ روحانی کے لیے جو چیز ہے وہ "سنتِ نبویؐ" ہے۔

وہ تمام اشخاص جو کسی مذہب کے حلقۂ اطاعت میں داخل ہوں، ناممکن ہے کہ وہ کسی ایک ہی صنفِ انسانی سے متعلق ہوں۔ اس دنیا کی بنیاد ہی اختلافِ عمل پر ہے۔ باہمی تعاون اور مختلف پیشوں اور کاموں ہی کے ذریعے سے یہ دنیا چل رہی ہے۔ اس میں بادشاہ یا رئیسِ جُمہور اور حُکام بھی ضروری ہیں اور محکوم، مطیع اور فرماں بردار رعایا بھی۔ امن وامان کے قیام کے لیے قاضیوں اور ججوں کا ہونا بھی ضروری ہے اور فوجوں کے سپہ سالاروں اور افسروں کا بھی۔ غریب بھی ہیں اور دولت مند بھی۔ رات کے عابد وزاہد بھی ہیں اور دن کے سپاہی اور مجاہد بھی۔ اہل وعیال بھی ہیں اور دوست واحباب بھی۔ تاجر اور سوداگر بھی ہیں اور امام اور پیشوا بھی۔ غرض اس دنیا کا نظم ونسق ان مختلف اصناف کے وجود اور قیام ہی پر موقوف ہے اور ان تمام اَصنَاف کو اپنی اپنی زندگی کے لیے عملی مجسمے اور نمونے کی ضرورت ہے۔ اسلام ان تمام انسانوں کو سنتِ نبویؐ کی اتباع کی

دعوت دیتا ہے۔اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ مختلف طبقاتِ انسانی کے لیے اپنے پیغمبرؐ کی عملی سیرت میں نمونے اور مثالیں رکھتا ہے۔ اسلام کے صرف اِسی نظریے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ پیغمبرِ اسلام کی سیرت میں جامعیّت ہے۔یعنی انسانوں کے ہر طبقے اور صنف کے لیے آپؐ کی سیرتِ پاک میں نصیحت پذیری اور عمل کے لیے درس اور سبق موجود ہیں۔ایک حاکم کے لیے محکوم کی زندگی، ایک محکوم کے لیے حاکم کی زندگی، ایک دولت مند کے لیے غریب کی زندگی اور ایک غریب کے لیے دولت مند کی زندگی کامل مثال اور نمونہ نہیں بن سکتی۔اس لیے ضروری ہے کہ عالَم گیر اور دائمی پیغمبرؐ کی زندگی ان تمام مختلف مناظر کے رنگ بہ رنگ پھولوں کا گل دستہ ہو۔

اصنافِ انسانی کے بعد دوسری جامعیت خُود ہر انسان کے مختلف لمحوں کے مختلف افعال کی ہے۔ہم چلتے پھرتے بھی ہیں، اُٹھتے بیٹھتے بھی ہیں، کھاتے پیتے بھی ہیں، سوتے جاگتے بھی ہیں، ہنستے بھی ہیں، روتے بھی ہیں، سیکھتے بھی ہیں، سکھاتے بھی، کھاتے بھی ہیں اور کھلاتے بھی۔احسان لیتے بھی ہیں اور کرتے بھی ہیں۔اپنی جان دیتے بھی ہیں اور بچاتے بھی۔عبادت و دُعا بھی کرتے ہیں اور کاروبار بھی۔مہمان بھی بنتے ہیں اور میزبان بھی۔ہم کو ان تمام اُمور کے متعلق جو ہمارے مختلف افعالِ جسمانی سے تعلق رکھتے ہیں عملی نمونوں کی ضرورت ہے جو ہم کو ہر نئی حالت کے پیش آنے میں ایک نئی ہدایت کا سبق اور رہ نمائی کا درس دیں۔

غرض ایک ایسی شخصی زندگی، جو ہر طائفۂ انسانی اور ہر حالتِ انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اَخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ خاتَمُ النَّبِیّین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ (ترجمہ: حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) پر اور آپ کے آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت اور سلامتی ہو۔) کی سیرت ہے۔اگر دولت مند ہو تو مکے کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو۔اگر غریب ہو تو شعبِ ابی طالب کے قیدی اور مدینے کے مہمان کی کیفیت سنو۔اگر بادشاہ ہو تو سلطانِ عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہو تو بدر و حُنَین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ۔اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ اُحد سے عبرت حاصل کرو۔اگر تم اُستاد اور معلّم ہو تو صفہ کی درس گاہ کے معلمِ قُدس کو دیکھو۔اگر شاگرد ہو تو رُوح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ۔اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجدِ مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو۔اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کم زور بنا چکے ہو تو فاتحِ مکہ کا نظارہ کرو۔اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جدوجہد کا نظم و نسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم و نسق کو دیکھو۔اگر یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشے کو نہ بھولو۔اگر بچے ہو تو حلیمہ سعدیہؓ کے لاڈلے بچّے کو دیکھو۔اگر تم جوان ہو تو مکے کے ایک چرواہے کی سیرت پڑھو۔اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصریٰ کے کارواں سالار کی مثالیں ڈھونڈو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبے میں نُورِ آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجرِ اَسوَد کو کعبے کے ایک گوشے میں کھڑا کر رہا ہے۔ مدینے میں کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے مُنصف کو دیکھو جس کی نظرِ انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب برابر تھے۔

اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدّس شوہر کی حیاتِ پاک کا مطالعہ کرو۔ اگر اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسنؓ و حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو۔ غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو، تمھاری زندگی کے لیے نمونہ تمھاری سیرت کی دُرستی واصلاح کے لیے سامان، تمھارے ظلمت خانے کے لیے ہدایت کا چراغ اور رہ نمائی کا نُور، محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی جامعیتِ کبریٰ کے خزانے میں ہر وقت اور ہمہ دَم مل سکتا ہے، اس لیے طبقۂ انسانی کے ہر طالب اور نورِ ایمانی کے ہر متلاشی کے لیے صرف محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے۔ جس کی نگاہ کے سامنے محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت ہے اس کے سامنے نوحؑ و ابراہیمؑ، ایّوبؑ و یونسؑ، موسٰیؑ اور عیسٰیؑ علیہم السّلام سب کی سیرتیں موجود ہیں۔ گویا تمام دوسرے انبیائے کرامؑ کی سیرتیں صرف ایک ہی جنس کی اشیا کی دکانیں اور محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت، اخلاق و اعمال کی دنیا کا سب سے بڑا بازار (مارکیٹ) ہے۔ جہاں ہر جنس کے خریدار اور ہر شے کے طلب گار کے لیے بہترین سامان موجود ہے۔

ابوسفیان جو آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے سب سے بڑے حریف تھے۔ فتح مکہ کے دن وہ حضرت عباسؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر اسلامی لشکر کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ رنگ رنگ کی بیرقوں اور جھنڈیوں کے سائے میں اسلام کا دریا اُمنڈتا آرہا ہے۔ قبائلِ عرب کی موجیں جوش مارتی ہوئی بڑھتی چلی آرہی ہیں۔ ابوسفیان کی آنکھیں اب بھی دھوکا کھاتی ہیں، وہ حضرت عباسؓ سے کہتے ہیں: ”عباسؓ! تمھارا بھتیجا تو بڑا بادشاہ بن گیا۔“ عباسؓ کی آنکھیں کچھ اور ہی دیکھ رہی تھیں، فرمایا: ”ابوسفیان! یہ بادشاہی نہیں، نبوّت ہے۔“

عدی بن حاتم قبیلہ طے کے رئیس مشہور حاتم طائی کے فرزند تھے اور مذہباً عیسائی تھے۔ وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار میں آتے ہیں، صحابہؓ کی عقیدت مندیوں اور جہاد کا ساز و سامان دیکھ کر ان کو اس فیصلے میں دِقّت ہوتی ہے کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ بادشاہ ہیں یا پیغمبر۔ دفعتاً مدینے کی ایک غریب لونڈی آکر کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ حضورؐ سے کچھ عرض کرنا ہے۔ فرماتے ہیں: ”دیکھو مدینے کی جس گلی میں کہو، میں تمھاری باتیں سُن سکتا ہوں۔“ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس کی حاجت پُوری کرتے ہیں۔ اس ظاہری جاہ و جلال کے پردے میں یہ عجز، یہ خاک ساری، یہ تواضع دیکھ کر عدی کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹ جاتا ہے اور وہ دل میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ یقیناً پیغمبرانہ شان ہے۔ فوراً گلے سے صلیب اتار دیتے ہیں اور محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا حلقۂ اطاعت اپنی گردن میں ڈال لیتے ہیں۔

اب آؤ ذرا عرب کے اس اُمی مُعلّم کی درس گاہ کا مطالعہ کریں۔ یہ کون طالب علم ہیں؟ یہ ابوبکرؓ و عمرؓ، علیؓ و عثمانؓ، طلحہؓ و زبیر رضی اللہ عنہم مکے کے قریشی طالبُ العلم ہیں، یہ کون ہیں؟ ابوذرؓ اور انسؓ ہیں۔ یہ مکے سے باہر تہامہ کے غفاری قبیلے کے

ہیں۔ یہ کون ہیں؟ یہ ابو ہریرہؓ اور طفیل بن عمروؓ ہیں۔ یمن سے آئے ہیں اور دوسی قبیلے کے ہیں۔ یہ کون ہیں؟ یہ ابو موسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ ہیں، یہ بھی یمن سے آئے ہیں اور دوسرے قبیلوں کے ہیں۔ یہ کون ہیں؟ یہ ضمادؓ بن ثعلبہؓ ہیں، قبیلہ ازد کے ہیں۔ یہ کون ہیں؟ یہ خبابؓ بن الارث تمیم کے ہیں۔ یہ منقذؓ بن حبان اور منذرؓ بن عائذ ہیں۔ عبدالقیس کے قبیلے کے ہیں اور بحرین سے آئے ہیں۔ یہ عبیدؓ و جعفرؓ، عمان کے رئیس ہیں۔ یہ فروہؓ ہیں، یہ معان یعنی حدودِ شام کے رہنے والے ہیں۔ یہ کالے کالے کون ہیں؟ یہ بلالؓ ہیں ملک حبش والے۔ یہ کون ہیں؟ یہ صہیبؓ رومی کہلاتے ہیں۔ یہ کون ہیں؟ یہ ایران کے سلمانؓ فارسی ہیں، یہ فیروزؓ دیلمی ہیں، یہ سیبختؓ اور مرکبودؓ ہیں، نسلاً ایرانی ہیں۔

حدیبیہ کی صلح ۶ھ میں وہ عہد نامہ مرتّب کراتی ہے جو اسلام کا عین منشا ہے، یعنی قریش اور مسلمان دونوں فریق جنگ موقوف کریں اور مسلمان جہاں چاہیں اپنے مذہب کی دعوت دیں۔ اس دل خواہ کامیابی کے بعد پیغمبرِ اسلام علیہ السّلام نے کیا کیا؟ اسی سال ۶ھ میں تمام قوموں کے سلاطین اور اُمرا کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے اور ان کو خُدا کا پیغام پہنچایا۔ دِحیہ کلبیؓ، ہرقل قیصر روم کی بارگاہ میں، عبداللہ ابنِ حُذیفہ سہمیؓ، خسرو پرویز شہنشاہِ ایران کے دربار میں، حاطب بن ابی بلتعہؓ، مُقوقس عزیزِ مصر کے یہاں، عمرو بن امیّہ، حبش کے بادشاہ نجاشی کے پاس، شجاع بن وہب الاسدی شام کے رئیس حارث غسّانی اور سلیطؓ بن عمرو رؤساے یمامہ کے درباروں میں پیغمبرِ اسلام کے خطوط لے کر جاتے ہیں کہ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی درس گاہ میں داخلے کا اِذنِ عام ہے۔

دوستو! اگر تم مطالعۂ فطرت کے بعد یقین رکھتے ہو کہ یہ دنیا انسانی مزاجوں اور انسانی صلاحیتوں اور استعدادوں کے اختلاف کا نام ہے تو یقین کرو کہ محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی جامع شخصیت کے سوا اس کا کوئی آخری اور دائمی اور عالم گیر رہ نما نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے اعلان فرمایا: اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ○ [۱] اگر تم کو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو آؤ میری پیروی کرو، اگر تم بادشاہ ہو تو میری پیروی کرو، اگر تم رعایا ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم سپہ سالار ہو اور سپاہی ہو تو میری پیروی کرو، اگر تم اُستاد اور معلّم ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر دولت مند ہو تو میری پیروی کرو، اگر غریب ہو تو میری پیروی کرو، اگر بے کس اور مظلوم ہو تو میری پیروی کرو، اگر تم خدا کے عابد ہو تو میری پیروی کرو..... اگر قوم کے خادم ہو تو میری پیروی کرو۔ غرض جس نیک راہ پر بھی ہو اور اس کے لیے بلند سے بلند اور عمدہ سے عمدہ نمونہ چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. [۲]

(ماخوذ از: خطبات مدراس)

---

[۱] اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اِتباع کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

[۲] اے اللہ! تو آپؐ پر اور آپؐ کی آل اور اصحاب پر اپنی رحمت اور سلامتی نازل فرما۔

مشق

سوال ۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) خدا کی محبت اور پیار کا مستحق بننے کے لیے ہر مذہب نے کیا تدبیر بتائی ہے؟

(ب) ابو سفیان نے فتحِ مکہ کے موقع پر کیا دیکھا اور حضرت عباسؓ نے کیا فرمایا؟

(ج) عدی بن حاتم نے کیسے اسلام قبول کیا؟ واقعہ بیان کیجیے۔

(د) کن سلاطین و امرا کو دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ کیے گئے؟

(ہ) نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت کی جامعیت اپنے الفاظ میں لکھیے۔

سوال ۲: دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

۱- سُنّت کے لُغوی معنی ہیں:

(الف) راستہ (ب) پیروی (ج) نشانی (د) ہدایت

۲- اسلام تمام انسانوں کو دعوتِ اتباع دیتا ہے:

(الف) امیر کی (ب) صوفیا کی (ج) سنتِ نبویؐ کی (د) فقرا کی

۳- صلح حدیبیہ مرتّب ہوئی:

(الف) ۵ھ میں (ب) ۶ھ میں (ج) ۷ھ میں (د) ۸ھ میں

۴- ابو سفیان نے رسول کریمؐ کے بارے میں جو کہا، اس کی وجہ تھی:

(الف) لاتعداد جھنڈے (ب) صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد

(ج) قبائل عرب کا جوش خروش (د) لشکرِ اسلامی کے نعرے

۵- فتح مکہ کے دن مختلف قبیلوں کے صحابہ کرامؓ کی شمولیت ظاہر کر رہی تھی:

(الف) اسلام سے قبیلوں کی دوستی (ب) اسلام کی وسعت

(ج) حضور پاکؐ کا جامع اخلاق (د) اسلام کی آفاقی عظمت

سوال۳: سیرتِ محمدیؐ کی جامعیت کے موضوع پر مضمون تحریر کیجیے۔

سوال۴: سبق میں موجود مرکب الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

سوال۵: درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے:

پیروی - تدبیر - دِقّت - اِستعداد - موقوف - شارع - جامعیت - اِتّباع - خزینہ دار - بیرق

امدادی فعل (HELPING VERB)

اصلی فعل والے جملے:

۱- حامد کتاب پڑھتا ہے۔ ۲- حامد بیٹھتا ہے۔ ۳- حامد نے محمود کو پکڑا۔

ایسے جملے جن میں اصلی فعل کے ساتھ امدادی فعل بھی ہے۔ جیسے:

۱- حامد کتاب پڑھ سکتا ہے۔ ۲- حامد کتاب پڑھنا چاہتا ہے۔

۳- حامد کو کتاب پڑھنا پڑے گی۔ ۴- حامد بیٹھ سکتا ہے۔

۵- محمود کو پکڑنا پڑے گا۔

آپ نے دیکھا کہ پہلے جزو میں پڑھتا ہے، بیٹھا ہے، پکڑا یہ سب اصلی فعل ہیں۔ لیکن دوسرے جزو میں سکتا ہے، چاہتا ہے، پڑے.... یہ اصلی فعل نہیں ہیں کیوں کہ ان سے کسی کام کا کرنا یا پاس ہونا نہیں معلوم ہوتا۔ یہ فعل تو صرف اصلی فعلوں کی مدد کے لیے استعمال کیے گئے ہیں تاکہ وہ اصلی فعل کی خاص کیفیت بیان کرنے میں اس کی مدد کر سکیں۔

سوال۶: آپ کو جتنے امدادی فعل یاد آئیں، ان کی مدد سے جملے بنائیے۔

سرگرمیاں

۱- طلبہ سیرت النبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے موضوع پر کمرۂ جماعت یا کالج میں مذاکرے کا اہتمام کریں گے۔

۲- مذاکرے میں شریک طلبہ معلم کی مدد سے اظہارِ خیال کے لیے نکات یک جا کریں گے اور پھر آدابِ تقریر ملحوظ رکھتے ہوئے مذاکرے / سیمینار / جلسے سے خطاب کریں گے۔

برائے اساتذہ

۱- تقاریر کے سلسلے میں طلبہ کی رہ نمائی اور حوصلہ افزائی کیجیے۔